شینل کمپنی کے بارے میں تفصیلی فتویٰ

حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی مدظلہ العالی
مع تصویب: ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درج ذیل مسئلے کے بارے میں کہ ایک کمپنی جو شینل نام سے موسوم ہے۔وہ ہیلتھ مشین جس کی قیمت تقریباً دس ہزار ہے بیچتی ہے۔اس کا طریقہ کار یہ ہے، کہ جو یہ مشین خریدے گا،اس کو کمپنی ممبر اور ایجنٹ بھی بنائے گا،اور یہ ممبر بلاواسطہ صرف دو یا تین گاہک لانے کا مجاز ہوگا اور اس کو ہر ایک گاہک پر تقریباً ایک ہزار چالیس روپے کمیشن دیا جائے گا، چونکہ اس کے لانے والے گاہک خریداری کے بعد ممبر اور ایجنٹ بن جائیں گے۔وہ بھی اول کی طرح گاہک لانے کے مجاز اور کمیشن کے حقدار ہوں گے ،اور اس کے لانے والے گاہکوں کی وجہ سے اول کو بھی کمپنی کچھ تھوڑا کمیشن دیتی ہے۔اس طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔ممبر اور ایجنٹ کے زیادہ آنے کی وجہ سے اول ممبر اور ایجنٹ کا منصب بھی بڑھتا ہے۔جس کو کمپنی مختلف ناموں سے موسوم کرتی ہے۔مثلاً ایڈوانس منیجر، ڈائمنڈ منیجر وغیرہ اور اسی منصب کی وجہ سے ان کو موبائل فون گاڑی وغیرہ کی صورت میں انعامات بھی خاص اصول کے تحت ملتے ہیں۔مندرجہ بالا تفصیل کے پیش نظر درجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔(۱) ہیلتھ مشین کی پوری قیمت یکمشت آدا کرنا اور ممبر بننا جائز ہے۔یا نہیں،(۲) کمپنی کی رعایت کے مطابق ہیلتھ مشین کی قیمت میں سے تقریباً ساڑھے چھ ہزار نقد ادا کرنا اور بقیہ ساڑھے تین ہزار بعد میں جب اس خریدار کو قیمت کی وجہ سے بونس اور کمیشن سے ملتا ہے۔اس سے حاصل کرنا یہ نقد ادھار کا معاملہ کرنا اور اس صورت میں ممبر بننا جائز ہے، یا نہیں۔(۳) ہر ممبر کو جو بلاواسطہ گاہک لانے پر کمیشن ملتا ہے وہ جائز ہے، یا نہیں۔(۴) ہر ممبر کو جو بالواسطہ گاہکوں کی وجہ سے کمیشن ملتا ہے وہ جائز ہے، یا نہیں۔(۵) مخصوص مناصب اور ترقی پانے کی صورت میں جو کمپنی موبائل فون وغیرہ اشیاء کی صورت میں انعام دیتی ہے، اس کا لینا جائز ہے، یا نہیں۔

الجواب ومنه الصدق والصواب

واضح رہے، کہ پچھلے دنوں اس طرح ممبر سازی در ممبر سازی اور اس پر کمیشن کے عنوان سے کئی اداروں نے کام شروع کیا تھا۔جن میں ایک "العما د انٹر پرائزر" بھی ہے۔چونکہ ان اداروں کی ممبر سازی میں کوئی سامان نہیں تھا بلکہ ادارہ مخصوص رقم کے عوض لوگوں کو ممبر بناتا تھا، لہٰذا اس کی شرعی حیثیت بالکل واضح تھی۔اور اہل علم نے دوٹوک الفاظ میں اسے ناجائز اور ربوا قرار دیا اور خداترس مسلمانوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی جس کے بعد کچھ نئے ادارے وجود میں آنے لگے۔جن میں ممبر سازی کی فیس کے بدلے کچھ سامان کی ادائیگی کی جانے لگی اور بڑی ہوشیاری سے سامان بھی ایسا رکھا جاتا ہے۔کہ جس کی صحیح قیمت عام لوگوں کو تو کجا ماہر اور تجربہ کار کے لئے بھی بتانا

مشکل ہوتی ہے۔ کہ اس کی حقیقی مالیت کیا ہے، اس ادارے نے جتنی قیمت بتائی اور سبز باغ دکھائے اسی پر سادہ لوح لوگوں کو آمنـــا وسمعنا' کہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ تاثر دیا جاتا ہے۔ کہ جو رقم ادارے نے ممبر سے وصول کی ہو وہ درحقیقت اس سامان کی جائز قیمت ہے۔ ''گولڈن کی'' نامی ادارہ اس کی واضح مثال ہے حالانکہ آدنی تأمل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ فیس سامان کی جائز قیمت ہوتی تو ادارہ ایک ایک ممبر کو کمیشن کے نام سے ہزاروں اور لاکھوں روپے کہاں سے ادا کرتا جبکہ یہ کوئی رفاہی ادارہ بھی نہیں بلکہ کاروباری ہے۔ اور روزگار کے لئے بنا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے بے روزگاروں کو روزگار ملے اور ملک وقوم کی ترقی ہو۔ انہی اداروں میں ایک ادارہ ''شینل'' نامی بھی ہے جس کے متعلق مختلف لوگوں نے کہا ہے، اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق طریقہ کار کی وضاحت کی اور فتویٰ طلب کیا لیکن اس کے باوجود جواب میں عجلت کی بجائے مختلف ذرائع سے اس کے طریقہ کار کا جائزہ لیا گیا اور کمپنی کے تعارف نامے کا مطالعہ کیا گیا۔ اس ادارہ کی شرعی حیثیت بتانے سے قبل چند باتیں بطور تمہید ذکر کی جاتی ہیں۔

تمہیدی باتیں:۔

''الف''۔ شینل، کمپنی کی ممبر سازی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟۔ آیا مشین کی فروختگی؟ یا ممبر سازی سے کمیشن کا حصول؟ اگر مقصود مشین کی فروختگی ہے، اور ممبر سازی و کمیشن کا یہ طویل سلسلہ زیادہ سے زیادہ مشین فروخت کرنے میں کشش پیدا کرنے کی غرض سے ہے۔ تو بظاہر یہ محال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کمپنی میں ممبر بننے والے نہ تو عام طور پر بیمار ہوتے ہیں کہ جن کو مشین کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوتی ہو اور نہ ہی یہ مشین عام طور پر طبی دواخانوں اور مارکیٹوں میں دستیاب ہے۔ کہ اس کے ذریعے علاج کی سہولت عام ہو، حالانکہ اگر اس مشین کی افادیت اتنی ہی زیادہ ہے تو یہ سوائے کمپنی کے ممبران کے عام لوگوں کے پاس کیوں نہیں ہے؟۔ جبکہ اس دور میں معمولی فائدے کی چیز بھی عام مارکیٹ میں دستیاب ہوتی ہے۔ اور اگر مقصود مشین نہیں ہے جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ایک معتدبہ رقم کے ذریعے کمیشن در کمیشن کا کاروبار چلانا مقصود ہے تو یہ جوئے کی ایک نئی شکل ہے جو کہ حرام ہے۔ اس لئے کہ کاروبار کی اس نوعیت میں اول دو تین مراحل کے بعد کا کاروبار انسانی محنت سے اصولاً و قانوناً خارج ہے جس پر ملنے والا کمیشن قمار اور سود کی تعریف میں داخل ہو کر حرام ٹھہرتا ہے جبکہ اسلامی معیشت و تجارت میں فریقین میں مال اور محنت دونوں اور نفع میں مضاربت و شراکت کی شرائط ملحوظ ہوتی ہیں۔

دفی الهندیه: هی عبارة عن عقد علیٰ الشرکة فی الربح بمال من أحد الجانبین و العمل من الجانب الآخر۔ (الهندیه ٤/٢٨٥)

وفی الخلاصه:۔ المضارب شریك رب المال فی الربح و رأس ماله الضرب فی الأرض و التصرف (خلاصة الفتاوی ٤/١٨٨)

وفی الدر المختار فی باب الربا هو لغة مطلق الزیادة و شرعاً فضل خال عن العوض (الدر المختار ٥/١٦٨)

وفی الهندیه فی باب الربا هو فی الشرع عبارة عن فضل مال لا یقابله عوض فی معاوضة مال بمال (الفتاویٰ الهندیه ٣/١١٧)

''ب''، شینل کمپنی کا یہ اصول ہے، کہ جب کوئی شخص پہلی مرتبہ اس کا ممبر بنتا ہے تو اسے ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے کمپنی کی طرف سے ایک عدد پروڈکٹ (مساج مشین) خریدنی ضروری ہوتی ہے، جس کی کل قیمت میں سے ساڑھے چھ ہزار (٦٥٠٠) روپے نقد

اور ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) روپے ادھار کرنے ہوتے ہیں اور اس ادھار کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔اس صورت میں نقد ادائیگی کا معاملہ تو صاف ہے۔لیکن ادھار کی صورت میں دو خرابیاں لازم آتی ہیں جن کا ارتکاب کیے بغیر ممبر سازی ایک لمحہ آگے نہیں چل سکتی۔

''پہلی خرابی'':۔یہ ہے کہ ادھار کی یہ مدت غیر معینہ اور مجہول ہے۔جو کہ فساد کی بنیاد اور مفضی الیٰ النزاع ہونے کی بنا پر ناجائز ہے فتاویٰ شامی میں ہے تنبیہ: وفی الزاهدی باعه بثمن نصفه نقد و نصفه اذا رجع من بلد كذافهو فاسد۔ (الفتاویٰ الشامیه ۸۲/۵) اور عالمگیری میں ہے۔واما شرائط الصحه فمنهامعلومیةالا جل فی البیع بثمن مئوجل فیفسدان کا نمجهولا (الفتاوی الهندیه۳/۳)

''دوسری خرابی'' یہ ہے کہ اس ادھار (۳۵۰۰) کی وجہ سے کمپنی کو بیشمار مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔کیونکہ یہ قرض ممبر سازی کے ساتھ مشروط ہے کہ کمپنی کا یہ قرض ممبر سے اس وقت ختم ہوگا جب یہ ممبر مزید دو ممبر کو کمپنی سے متعارف کروا کر ممبر بنائے اور مشین فروخت کروائے گا۔جس سے انہیں بھی کمپنی کی باقاعدہ ممبر شپ حاصل ہو جائیگی اور ان کے ساتھ بھی یہی نقد و ادھار کا معاملہ چلے گا اور پھر یہ معاملہ غیر محدود حد تک بڑھتا چلا جائے گا۔حالانکہ شریعت نے اس قرض کو سود ہونے کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔جس سے قرض خواہ کو نفع حاصل ہو اور اس پر سخت وعید اور ممانعت فرمائی ہے حدیث میں ہے:عن علی امیر المئومنین رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً کل قرض جرنفعاًفهوربا(اعلاؤ السنن ١٤/٥١٢)

اذا اقرض احد کم قرضاًفاهدی الیه او حمله علی الدابة فلا یرکبه ولایقبلها الا اذاجری بینه و بینه قبل ذالك (مشکوٰة١/٢٤٦)

وفی الأشباه کُل قرض جرنفعاًفهو حرام (الدرالمختارمع الرد ١٦٦/٥)

فلا یحل اقراض شئی لیرد الیك اقل ولا اکثر ولا من نوع آخر اصلاًوقال الموفق فی المغنی و کل قرض شرط فیه الزیادة فهو حرام بلا خلاف وقد روی عن ابیؓ بن کعب و ابن عباس و ابن مسعودؓ انهم نهوعن قرض جر منفعة (الی ان قال) وبالجملة فحرمة الزیادة المشروط فی القرض، مجمع علیها لا خلاف فیها من احد لکونهامنفعة قد جر القرض۔

(أعلاء السنن ١٤/٥١٣،٥١٤)

(ا) شنیل کمپنی سے ملنے والا معاوضہ کمیشن ہے

''ج''،شنیل کمپنی کے اس سارے کاروبار کی روح اور بنیاد جس کی بنا پر عوام الناس اس کی طرف متوجہ ہوتے اور ممبر شپ اختیار کرتے ہیں وہ ''کمیشن'' ہے یعنی کوئی بھی ممبر بہت قلیل عرصہ میں زیادہ سے زیادہ کمیشن حاصل کر سکتا ہے،اور اس کا طریقہ کار کچھ ایسا ہے جو شخص پہلی مرتبہ کمپنی سے متعارف ہو کر اس کا ممبر بنتا ہے۔اس کیلئے ایک عدد پروڈکٹ ''مساج مشین'' خریدنا ضروری ہوتا ہے۔پھر کمپنی کی

طرف سے قانوناً صرف دو یا تین ممبران اپنے ماتحت بلاواسطہ بنانے کی اجازت ہوتی ہے۔اس سے زیادہ ممبر اصولاً وہ اپنے ماتحت بلاواسطہ نہیں بنا سکتا۔اور اگر خود محنت کر کے کوئی ممبر بنائے بھی تو کمپنی اسے بلاواسطہ ممبر بنانے کا کمیشن (جو تقریباً ۱۳فیصد یعنی (۲۰۸۰) دو ہزار اسی روپے بنتا ہے) نہیں دیتی بلکہ اسے بالواسطہ ممبر کا کمیشن دیتی ہے۔جو تقریباً ۳فیصد یعنی (۲۷۰) سات سو بیس روپے ہے۔ اور پھر یہ دو یا تین ممبران اپنے ماتحت بھی بلاواسطہ دو یا تین ممبران لائیں گے اور وہ آنے والے بھی اپنے ماتحت مزید ممبران لائیں گے اور یہ سلسلہ غیر محدود تعداد تک بڑھتا رہے گا اور اسی حساب سے ممبران کا کمیشن بھی چلتا رہے گا۔

(۲) کمیشن کی دو حیثیتیں:۔

اس حاصل ہونے والے کمیشن کی دو حیثیتیں ہیں۔

''پہلی حیثیت''۱۔بلاواسط ممبران کے کمیشن اجرت دلالی نہیں ہے۔

''بلاواسط ممبران'' (یعنی ہر اول ممبر کو اپنے ماتحت جو دو یا تین آدمیوں کی ممبر سازی پر ملنے والا) کا کمیشن۔یہ کمیشن اُجرت دلالی کے محدود دائرے کے تحت صرف بقدر ضرورت جائز ہوسکتا ہے۔لیکن فقہاء کرام نے اس بات کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ''دلالی''چونکہ بنیادی طور پر محنت کے عنصر سے خالی ہوتی ہے کہ اس میں محض کام کی راہنمائی ہوتی ہے اصل کام اور محنت نہیں ہوتی اس لئے اصولاً اس کو ناجائز ہی ہونا چاہئے تھا البتہ عوام الناس کے تعامل اور ان کی حاجات کی بنا پر بقدر ضرورت اس''اجرت دلالی'' کی گنجائش دی ہے۔لیکن اس کے باوجود پھر بھی اُجرت دلالی کی اکثر صورتیں ناجائز ہی ہوتی ہیں۔جیسا کہ فتاویٰ شامی اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

سئل محمد بن مسلمة عن آجرة السمسار فقال أرجوأن يكون مباحاًوان كان فی الأصل فاسد الكثره التعامل و كثيرمن هذاغير جائز ۔(الفتاوىٰ الشاميه۶/۶۳)

وفی الأصل أجرت السمسار والمغاری والحمامی والصكاك ومالاتقدير فيه للوقت ولا مقدر لمايستحق بالعقد لكن للناس فيه حاجة جازوان كان فی الأصل فاسد۔(خلاصة الفتاوىٰ۱۱۶/۳)(عينی علی البخاری۔۸۵/۱)

وقال العلامة بن نجيمؒ فی الأشباه:ماأبيح للضرورة يقدربقدررها۔(الأشباه والنظائر ص۸۶)

''دوسری حیثیت''۲۔بالواسط ممبران کے کمیشن: بالواسط ممبران کا کمیشن یعنی ممبران کے ماتحت دو یا تین ممبران نے آگے اپنے ماتحت جو دو یا تین ممبر بنائے تھے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے لامحدود چلتا ہے انکا کمیشن جو ممبران اول (یعنی ہر اوپر والے ممبر کو) ۳فیصد کے حساب سے ملتا ہے اور جتنے ممبر بنائے جائیں گے ہر ماہ دو یا تین مرتبہ سارا کمیشن کمپنی سے وصول کرے گا۔جبکہ اس بالواسطہ ممبر سازی اور ان ممبران کے کمیشن میں ممبر اول کی کوئی محنت شامل نہیں ہوتی اور نہ ہی ممبر اول کے کمیشن کے حصول کے لئے اس کی محنت اور دلالی شرط ہے بلکہ ممبر اول کی بعد والی اُجرت (تنخوا) ماتحت ممبران کی محنت کا ثمرہ ہوتی ہے۔اور اگر کوئی بالائی ممبر اپنی طرف سے کوئی محنت کرتا

بھی ہے تو وہ محض رضا کارانہ طور پر اپنے کمیشن کے حصول کے لئے اور اس کی لالچ میں کرتا ہے۔ ورنہ کمپنی کی طرف سے کوئی قانونی اور اصولی پابندی نہیں ہے گویا جو کمیشن بالائی ممبر کو ماتحت ممبران پر ملتا ہے قانوناً اور اصولاً محنت سے خالی ہے اور بغیر کسی عوض کے ملتا ہے جس کے سود ہونے میں شبہ نہیں کیونکہ اسے اُجرت دلالی تو کہا نہیں جاسکتا کہ محنت سے خالی ہے اور ضرورت سے بھی زائد ہے لہٰذا یہ سود کی تعریف میں داخل ہوکر حرام ہے۔

الرباھومجرد کسب من غیرعوض و الشرع یحرم أخذالمال ظلماًبغیرحق شرعی۔(التفسیر المنیر ۹۹/۳)

نعم ھذا یناسب تعریف الکنز بقوله فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال (الفتاوی الشامیه۱٦۸/۵)

الربافی اللغةھو الزیادة و المراد به فی الآیة کل زیادةلم یقابلها عوض (احکام القرآن للعلامه العثمانیؒ ٦٦۳/۱)

قولـه لایلزم بالعقد ای لایملك به کماعبر فی الکنزلأن العقد وقع علیٰ المنفعةوھی تحدث شیئاً فشیئاً و شأن البدل أن یکون مقابلاًللمبدل ۔(الفتاوی الشامیه۱۰/٦)

قال أبوبکر أصل الربافی اللغة ھو الزیادة۔وفی الشرع یقع علیٰ معان !م یکن الاسم موضوعاً لهافی اللغة ۔
(احکام القرآن للجصاص ٥٦۳/۱)

والربح انما یستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان۔(شامی ٦٤٦/۵)

۳۔شینل کمپنی کے طرف سے ملنے والا کمیشن انعام بھی نہیں ہے۔

پھر اس بلا معاوضہ ملنے والے غیر محدود کمیشن کو اُجرت دلالی سے ہٹ کر کمپنی کی طرف سے انعام بھی نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ ''انعام'' میں دینے والے کی مرضی اصل اور بنیاد ہوتی ہے کہ اس کی مرضی ہوئی تو انعام دے گا ورنہ نہیں اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس سے انعام کا مطالبہ کرے۔ جبکہ اس طرف مذکورہ کمپنی بلاواسطہ ممبران پر بالائی ممبر کو کمیشن دینے کی اصولاً و قانوناً پابند ہوتی ہے۔ اور اس طرح ممبر کو بھی یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ ہر ماہ دو یا تین مرتبہ کمپنی سے اپنا کمیشن وصول کرلے اور یہ کمیشن کمپنی کے معاملہ میں داخل ہے۔ لہٰذا اس کو انعام میں داخل کر کے جائز نہیں کہا جاسکتا ہے۔

''د'' مذکورہ کمپنی میں جہاں ممبر کو ذاتی طور پر کمیشن حاصل ہوتا ہے وہاں کمپنی کو بھی لامحدود اور وافر مقدار میں مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ملکی ترقی ''ندارد'' ہے۔ کیونکہ پوری سکیم کا دائرہ کوشش غیر محدود منافع کے حصول کے لئے پروڈکٹ سکیم مشین کی فروختگی کے ذریعے اپنے کاروبار کو وسیع کرنا ہے خواہ کسی خریدار کو اس کی ضرورت ہی نہ ہو اور خاطر خواہ فوائد حاصل بھی ہوں یا نہ کمپنی نے بہر صورت اپنا کاروباری حلقہ وسیع کرنا ہے۔ جو کہ قواعد شرعیہ و ضوابط اسلامیہ کے مطابق دائرہ ضرورت سے خارج ہے۔ جبکہ دوسری طرف کمیشن کی یہ دوڑ ایک محدود مقدار کے علاوہ محنت اور عوض جس سے خالی ہونے کی بنا پر خود ناجائز ہے (الفتاویٰ الشامیه ۱٦۸/۵) (احکام القرآن للجصاص ٥٦۳/۱) (ھندیه ۱۱۷/۳) التفسیر المنیر میں ہے:۔ ولا فرق فی

تحريم الربابين ما يسمى القروض الا نتاجية والقروض الا ستهلا كية اذ لا يجوزالا قتراض الا لضرورة قصوىٰ وهى الحالة يغلب علىٰ الظن فيهاوقوع الهلا ك تنطبق علىٰ ما يد عيه اصحاب المعا مل والمحالا ت التجارية من ضرورات وهم يقصدون بذالك اما توسيع دائرة العمل و النشاط وكل هذه المزاعم لا تد خل فى دائرة الضرورة بحسب ضوابطها الشرعية ولا تحل الحرام القطعى التحريم (التفسير المنير ۱۰۰/۳)

"ھ" شریعت نے جہاں انسان کو اس کی بود و باش کے طریقے سکھائے ہیں وہاں اسے معاشی اصول بھی بتلائے ہیں۔اور شعبہائے زندگی میں کسب حلال کے لئے محنت کی ترغیب بھی دی ہے۔تا کہ انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ محتاجی جنم نہ لے اور انسان کاہل وست بن کر دوسروں کے رحم وکرم پر نہ ہی آس لگائے بیٹھے اور نہ ہی بلامحنت پیسہ حاصل کرنے کا عادی ہو اس لئے کہ جب انسان بلامحنت پیسے بٹورنے کا عادی ہو جائے تو وہ محنت سے جی چراتا ہے۔بلکہ محنت ومزدوری کو وہ ایک کوہ گراں سمجھتا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ اپنی لاجواب تفسیر میں رقم طراز ہیں:قال بعضهم ان الله جرم الربامن حيث انه يمنع النا س عن الا شتغال بالمكاسب فلا يكا د يتحمل مشقة الكسب والتجا رة والصناعات الشا قة (التفسير الكبير للا ما م الرازیؒ ۹٤/۷)

الحاصل:"شینل" کمپنی اور دیگر ایسے ہی اداروں کا معاملہ بھی کچھ یوں ہے۔اور ان کے کاروبار میں وہی محذورات وممنوعات پائے جاتے ہیں جو سود ہونے کی بنا پر شریعت میں ناجائز اور حرام ہیں۔مذکورہ بالا وضاحت کے بعد استفتاء میں مندرجہ سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔(۱) ہیلتھ مشین کی پوری قیمت یکمشت ادا کر کے مشین حاصل کرنا تو جائز ہے۔لیکن ممبر سازی کے مذکورہ طریقے کے مطابق یہ خریداری شرعاً جائز نہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔کیونکہ یہ سودی طریقہ ہے۔اور سودی کاروبار حرام ہے۔امام رازیؒ فرماتے ہیں:اما قوله" الذين يا كلون الربا" فا لمراد الذين يعا ملو ن به فخص الا كل لا نه معظم الا مر فثبت بهذه الوجوه الا ربعة ان المرادمن اكل الربا فى هذه الا ية التصرف فى الربا۔(التفسير الكبير۹۱/۷)

(۲۔) نقد کے ساتھ ادھار کا یہ معاملہ جس کی وصولیابی کے لئے کمپنی ممبر سازی کی شرط لگا کر مالی فوائد حاصل کرتی ہے۔شرعاً ناجائز ہے۔(شامی ۸۲/۵)(اعلاء السنن ٥١٤/١٤)(۳۔٤) ہر ممبر کو بلاواسطہ (ڈائرکٹ) ممبر بنانے پر جو کمیشن ملتا ہے وہ اپنی محدود مقدار تک جائز ہے۔لیکن بالائی ممبر کو بالواسطہ (ان ڈائرکٹ) ممبران پر جو کمیشن ملتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔کیونکہ اس سے حاصل ہونے والا کمیشن سود اور قمار ہے۔(التفسیر المنیر ۹۹/۳)(عمدۃ القاری للامام العینیؒ ۸۵/۱۰)

۴۔ممبر سازی پر ملنے والے مناصب اور سہولیات کی شرعی حیثیت:۔

ممبر سازی کی اس دوڑ میں جو مخصوص مناصب اور سہولیات مثلاً موبائل فون، گولڈ میڈل، گاڑی، چین کا سیاحتی دورہ وغیرہ اور اس کے علاوہ دیگر سہولیات کمپنی کی طرف سے "انعام" نہیں ہے۔بلکہ کمپنی کی قانونی مجبوری اور اصولی پابندی ہے۔جو انعام کی تعریف سے خارج ہے۔کیونکہ ان مناصب وسہولیات کا دارومدار ممبر سازی کے ان منافع اور کمیشن پر ہے جو کمپنی کو حاصل ہوتا ہے۔لہٰذا اس ناجائز طریقہ

کاروبار سے حاصل ہونے والے مناصب اور سہولیات بھی ناجائز ہی ہوں گے۔ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں:

ماحرم اخذه حرم اعطاء ه كالرباء و مهرالبغى (تنبيه) ويقرب من هذا قاعده ما حرم فعله حرم طلبه

(الا شباه والنظائر ص ۱۸۵ القاعدة الرابع عشر) "الغرض" کمپنی مذکورہ کا یہ سلسلہ کاروبار صرف ایک محدود حد تک تو جائز ہے۔ بقدر ضرورۃ یعنی بلاواسطہ (ڈائرکٹ) ممبران پر حاصل ہونے والی اجرت تو جائز ہے۔ لیکن چونکہ اس سکیم میں شامل ہونے کی صورت میں اس کے تمام قواعد وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔ جبکہ اس صورت میں اس مخصوص دائرہ جواز کے ساتھ ناجائز اور حرام کا ارتکاب بھی کرنا پڑتا ہے۔ جس کی بنا پر حلال اور حرام کا اختلاط ہوتا ہے۔ اور شریعت نے حلال اور حرام کے اختلاط کی صورت میں حرام ہی کو ترجیح دے کر حرمت ہی کا حکم لگایا ہے۔ اس لئے مجموعی لحاظ سے اس کمپنی کی ممبر شپ اختیار کرنے اور اس کے ذریعے مالی فوائد حاصل کرنے کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: وصرح به فى فتاوىٰ قارى الهد ايه ثم قال والعقد اذا فسد فى بعضه فسد فى جميعه (الأشباه والنظائر ص ۱۱۷)

اذااجتمع الحلال والحرام غلب الحرام وبمعناه ما اجتمع محرم ومبيح الا غلب المحرم ۔

(الأ شباه والنظائر ص ۱۰۹) هذا ما عندنا والله سبحانه وتعالىٰ اعلم۔

۵۔ شینل کمپنی کے متعلق دو متضاد فتوے اور حضرت شامزیؒ کی تصویب:۔

محترم مفتی صاحب!

ایک مسئلہ کے متعلق آپ کے فتویٰ کی وضاحت کا طلبگار ہوں۔ وہ یہ کہ "شینل" نامی کمپنی میں شمولیت کے جواز وعدم جواز سے متعلق ایک فتویٰ شائع ہوا۔ جس میں جواز کے پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ اور فتویٰ پر آپ (حضرت شامزئی صاحب) کے دستخط بھی ہیں۔ جبکہ آپ کے دارالافتاء سے اسی سوال کے جواب میں جاری ہونے والے فتویٰ میں عدم جواز کو بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کی نقول حاضر خدمت ہیں۔ ایسی صورتحال میں کونسے فتویٰ پر عمل کیا جائے؟

براہ کرم کسی ایک فتویٰ کی تصویب فرماکر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

المستفتی

غیاث الدین گلشن اقبال

الجواب باسمه تعالىٰ

"شینل کمپنی" کا مارکیٹنگ سسٹم اور طریقہ ترسیل متعدد تجارتی وترغیبی صورتوں پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ بعض صورتوں پر جواز کا حکم لگ سکتا

ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ بعض صورتیں کسی شرعی معاملہ کے ضمن میں داخل نہیں کی جاسکتیں عرصہ سے ''شینیل کمپنی'' کے متعلق ہر جگہ سے استفتاء سوال اور مختلف جگہوں سے کم وبیش مختلف جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس اختلاف کا عمومی باعث تو سوال کا اختصار اور اس کی تفصیل اور بعض دفعہ مفتیان کرام کے فہم وادراک کا فطری تفاوت بھی اس کا سبب ہوا کرتا ہے۔ یہ دونوں باتیں کوئی انہونی باتیں نہیں بلکہ ایک امر واقعی ہے۔ اور اس طرح کے اختلاف کی مثالوں سے علماء کا کوئی دور شاید ہی خالی رہا ہو۔ اس لئے مذکورہ دونوں فتوؤں کو اسی تسلسل کا حصہ قرار دینا چاہئے۔ البتہ ایسی صورتحال میں عامی ''شخص'' کے لئے کیا حکم ہے۔ وہ کونسے ''فتویٰ'' پر عمل کرے؟ علماء اصولیین نے ''عامی'' کے لئے راستے بتائے ہیں سب سے سرفہرست اور لائق ترجیح یہ ہے۔ کہ وہ جائز و ناجائز کے تعارض کی صورت میں عدم جواز کے پہلو کو اختیار کرے، یعنی جس ''فتویٰ'' میں مسئلہ کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔ ''عامی مستفتی'' کے لئے حکم یہ ہے۔ کہ وہ حرمت بیان کرنے والے فتویٰ پر عمل کرے۔ جس ''فتویٰ'' میں جواز کا بیان ہو اس پر عمل سے اجتناب کرے۔ کیونکہ احتیاط کا تقاضہ ہی یہی ہے۔

(کما فی البحرالرائق ٦/٢٦٩، المجموع شرح المهذب ١/٦-٥٥، صفة الفتویٰ --ص ٧)

دوسرے یہ کہ وہ عقود اور معاملات جو جائز اور ناجائز دونوں قسم کی صورتوں پر مشتمل ہوں۔ ان عقود و معاملات میں اصولی طور پر عدم جواز کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ جواز کے پہلو کو رخصت وگنجائش کے باوجود نظرانداز کیا جاتا ہے۔

(کمافی المجموع ١/٥٦ والا شباء والنظائر لابن نجیمؒ ص ١١٧)

لہٰذا ان دو اصولوں کی رو سے ہمارے دارالافتاء (دارالافتاء جامعہ بنوری ٹاؤن) کا فتویٰ قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ اس فتویٰ میں ''شینیل کمپنی'' کے سسٹم میں شمولیت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور ''جامعہ خلفاء راشدین'' ''ماڑی پور'' سے جاری ہونے والا فتویٰ جس میں جواز کا بیان ہے، اصولاً قابل عمل نہیں ہے، اس لئے اس سے بعد دارالافتاء جامعہ خلفاء راشدین ماڑی پور کے مذکورہ فتویٰ کو میرے دستخط اور نام کی بنا پر قبول نہ کیا جائے۔ رعایةً لاصول ثابتة لدی الفقهاء الکرام۔ رحم الله۔

(المجموع شرح المهذب ١/٤٥) فقط والله اعلم ٢٠/١١/١٤٢٣ء ---٢٤/١/٢٠٠٢ء

(حضرت مولانا) مفتی نظام الدین شامزیؒ

دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ٥

فضائی آلودگی سے بچنے کے لئے صاف ماحول قائم کرنا:

نبی کریم ﷺ ماحول کو صاف رکھنے پر خاصا زور دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے:

ترجمہ: ''ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا عقیدہ رکھنا ہے اور سب سے سہل الحصول راستے سے موذی چیز دور کرنا ہے''۔ [صحیح مسلم (٥٨): کتاب الایمان (١) باب بیان عدد شعب الایمان (١٢)]